سید یونس الحسنی

او آئی سی اور مسلم اُمّہ کے مستقبل کا نوحہ

پتراجایا میں منعقد ہونے والی دسویں اسلامی سربراہی کانفرنس (ایک سوچھ) نکاتی بظاہر مشترکہ اعلامیہ کے ساتھ اختتام پذیر ہوگئی۔ کل ستاون مسلم حکمرانوں کی اکثریت معذرت خواہانہ رویہ اپنائے ہوئے تھی۔ جس کی وجہ سے جارح صلیبیوں کو واضح پیغام نہیں دیا جاسکا۔ کچھ مسلم ممالک کے ذمہ داران نے کانفرنس کے انعقاد سے پہلے جس قسم کی بیان بازی کی تھی کم وبیش وہی کیفیت مختلف اجلاسوں پر غالب رہی' البتہ کشمیر اور فلسطین کے مسائل پر زوردار موقف اختیار کرکے اسرائیل کے اقتصادی بائیکاٹ اور بھارت سے کشمیر میں رائے شماری کرانے کا مطالبہ کیا گیا ہے' جس سے لوگ خوش فہمیوں یا غلط فہمیوں میں مبتلا ہوسکتے ہیں۔ اس کانفرنس میں ملائشیائی وزیراعظم ڈاکٹر مہاتیر محمد اور صدر پرویز کے افکار ونظریات میں بُعد المشر قین نظر آیا جسے بین الاقوامی سطح پر بخوبی محسوس کیا گیا۔ اوّل الذکر مردِ حُر کے طور پر سامنے آئے۔ ان کا خطاب صرف تقریری فصاحت وبلاغت تک محدود نہیں تھا بلکہ اُنہوں نے خم ٹھونک کر بڑے دوٹوک انداز میں سامعین کے خوابیدہ ضمیروں کو جھنجھوڑنے کی مشکور سعی کی اور پیش آمدہ خطرات سے آگاہ کرتے ہوئے صف بندی کی طرف توجہ دلائی۔ اُن کا کہنا تھا کہ ''اسلام کا مطلب ہے امن اور سلامتی یعنی ہمیں باہم دگر امن کا خواستگار ہونا چاہیے اور صرف ان کے ساتھ جنگ کرنا چاہیے' جو ہم پر حملہ آور ہوں لیکن ہمارا معاملہ اُلٹ گیا ہے۔ دین سے دوری نے ہمیں کہیں کا نہیں چھوڑا۔ مٹھی بھر یہودی پوری دنیا پر حکمران ہیں۔ ان کے مقابلے کے لئے مسلمانوں کو سائنس کے میدان میں ترقی کرنا چاہیے۔ مگر ہو یہ رہا ہے کہ ہم خود نئے ہتھیار بناتے نہیں اور ان سے خریدتے ہیں' جو ہماری تحقیر کرتے ہیں۔ سب مسلمان آج جبر کے دور سے گزر رہے ہیں اور ہماری ہمہ نوعی رسوائی کی جارہی ہے۔ اس صورت حال سے نکلنے کا واحد راستہ سائنس اور ریاضی میں ترقی کا راستہ ہے۔ اگر ہم اسلام اور اپنا وقار بحال کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں خود اس کا جرأت مندانہ فیصلہ کرنا ہوگا اور اس کے لئے بھرپور جدوجہد کرنا ہوگی۔ یورپی اقوام نے چھ ملین یہودی موت کے گھاٹ اتار دیئے لیکن آج یہی یہودی درپردہ پوری دنیا پر حکمران ہیں' وہ دوسری اقوام کو لڑاتے اور اپنی خاطر ہلاک کراتے ہیں۔ جابر قومیں ہمیں اپنا تابع مہمل بنا کر رکھنا چاہتی ہیں' ہمیں طے کرنا ہے کہ اپنے ملکوں پر ہمارا طرزِ حکمرانی کیسا اور انداز فکر کیا ہونا چاہیے اور امر واقعہ تو یہ ہے کہ جارح اقوام اگر آج ہمارے ملکوں پر چڑھ دوڑیں اور غارت گری کا بازار گرم کریں تو اُنہیں روکنے کے لئے ہمارے پاس کوئی ٹھوس منصوبہ بندی اور قوت موجود نہیں۔ سوال اُبھرتا ہے کیا یہ سب اسلام کی وجہ سے ہے (نعوذ باللہ) یا دین اسلام پر عمل کرنے میں ہماری ناکامی کا شاخسانہ ہے؟۔ علاوہ ازیں ڈاکٹر مہاتیر محمد نے کچھ ایسی باتیں بھی کہیں ہیں' جن سے اختلاف کی گنجائش بہرحال موجود ہے' تاہم ان کی تقریر دلپذیر کے زیر نظر حصے دائمی سچائیوں پر مشتمل ہیں جن سے سرمو مجال انکار نہیں عزت مآب ڈاکٹر صاحب کے یہ کڑوے سچ صیہونیوں اور ان کے عالمی سرپرستوں کے دلوں میں تیر بن کر ترازو ہوگئے ہیں۔ جس سے

وہ بُری طرح ہل کر رہ گئے ہیں جبکہ دنیا بھر کے مسلم عوام نے مہاتیر محمد کو دلی طور پر ہیرو تسلیم کر لیا ہے۔ دوسری طرف صدر پاکستان نے بعض معلوم مصالح کے تحت پہلے سے ظاہر کئے گئے عزم کے عین مطابق ''روشن خیالی'' اور اعتدال پسندی'' کا تراشیدۂ مغرب فلسفہ پیش کر کے ایسا دامِ ہمرنگِ بش بچھایا کہ تمام شرکاء اس کے فسوں کا نخچیر ہو گئے۔ یہ بڑی عجیب بات ہے کہ وہ اپنے اس زاویہ فکر کی تادم تحریر وضاحت کرنے سے یکسر قاصر رہے ہیں۔ لگتا ہے وہ چاہتے ہیں کہ اسلامیانِ عالم بھی اہل مغرب کی طرح اپنے دین میں بہ تقاضائے حالات حک واضافہ کر کے اسے بہر طور یورپ و امریکہ کے لیے قابل قبول صورت دیں۔ شاید ایٹمی پاکستان کے صدر کی بات کو وزن دیا گیا اور اس معاملے میں کسی کمیشن کی تشکیل کی گئی ہے یا جلد کر دی جائے گی۔ نتیجہ سامنے ہے، یعنی:

☆ سربراہی اجلاس سے قبل وزرائے خارجہ کے اجلاس میں جو اعلان کیا گیا اور عالمی میڈیا نے گھر گھر پہنچایا، اس میں امریکہ سے مطالبہ کیا گیا تھا کہ وہ عراق سے اپنی فوج فوراً نکال لے۔ سربراہی اجلاس کے اعلامیے میں صرف ''تشویش'' کے لفظ سے کام چلا کر بقیہ الفاظ حذف کر دیئے گئے ہیں۔

☆ افغانستان میں ہزاروں مسلمانوں کو موت کے گھاٹ اتارنے پر امریکہ اور اتحادیوں کی بالکل مذمت نہیں کی گئی بلکہ کٹھ پتلی صدر کرزئی کی حکومت مضبوط بنانے کی بات کی گئی ہے۔

☆ امریکہ اور اُس کے اتحادی دنیا بھر کے مسلمانوں کو دہشت گرد قرار دے کر ان کی حکومتوں سے انہیں مروا رہے ہیں۔ خود جنرل پرویز اسی جرم کے مسلسل مرتکب ہو رہے ہیں۔ اسی لیے ریاستی دہشت گردی و غارت گری کی مذمت کرنے کی ہمت نہیں کی گئی۔

ہمارے صدر کی اس کارکردگی پر اتحادیوں کی طرف سے تحسین و آفرین کے ڈونگرے ضرور برسائے گئے ہوں گے جو نظروں سے تو اوجھل ہیں مگر اصل شخص تک پہنچ چکے ہوں گے۔ ایک لحاظ سے یہ اسلامی سربراہی کانفرنس کامیاب بھی قرار دی جاسکتی ہے کہ اس میں مسلمانوں کے نچلی سطح تک اقتصادی و معاشی مسائل پر بھی سیر حاصل بحث کی گئی اور اکیسویں صدی کے نت بدلتے تقاضوں سے عہدہ برآ ہونے کے لیے سائنس ٹیکنالوجی اور افرادی قوت کے شعبوں میں ایک دوسرے کی صلاحیتوں سے استفادہ کرنے پر زور دیا گیا ہے۔ ماحول میں جو صلیبی اور تہذیبی ٹکراؤ کے نام پر مسلمانوں پر جینا حرام کرنے کی زبردست کوششیں کی جارہی ہیں۔ مسلم حکمرانوں کو یہ حقیقت جان لینی چاہیے کہ اپنے وسائل مجتمع کر کے ہر میدان میں مشترکہ جدوجہد ہی واحد راستہ ہے جس سے امت اس زمین پر باوقار، سربلند اور مستحکم ہو سکتی ہے۔ اگر اب بھی صاحبانِ اقتدار خوابِ غفلت سے بیدار نہ ہوئے تو لوگوں کے خدشات صحیح سمجھے جائیں گے کہ یہ کانفرنس بھی مسلم امہ کے مستقبل کا نوحہ تھی اور بس۔ ڈاکٹر مہاتیر کا یہ کہنا بجا ہے کہ عہدِ حاضر میں فکر و تدبیر، اتحاد اور بہترین دفاعی صلاحیت پیدا کر کے مسلمان قوموں کی برادری میں عزت کی زندگی جی سکتے ہیں مگر کیا کیجیے کہ اکثر و بیشتر مسلم حکمرانوں نے امریکہ کا باجگزار بن کر اور دہشت گردی کے نام پر اس کی خلاف اسلام اور مسلم دشمن مہم جوئی میں بے حد و حساب تعاون کرنے کا جو شرمناک اور بزدلانہ طریق واردات اختیار کر رکھا ہے۔ اُسے کسی کلیے قاعدے کے تحت دانش مندی یا تدبیر کی بہترین صلاحیت قرار نہیں دیا جا سکتا۔ یہ عقل و شعور کے استعمال کا کونسا طریقہ ہے؟ یہ تو انتہا درجے کی خوف زدگی، بے حمیتی اور کج روی ہے۔ جس کے نتائج کبھی بھی حسب منشا، مثبت اور مفید نہیں ہو سکتے۔ ڈاکٹر صاحب نے جس